علم الجفر، علم القیافہ، علم النجوم، علم الرمل

جیسے اہم موضوعات پر مشتمل واحد رسالہ

ماہنامہ

ستارہ

رامپور

بطل رحمت کون ومکاں آفرینندہ زمین وزماں جل جلالہٗ
بیادگار مولانا شفق صاحب مرحوم ومرزا واجد علی وارثی

ماہنامہ ستارہ مئی / جون سنہ ۱۹۸ء

جلد ۲ شمارہ ۳۴/۳۵

مدیر .... مسرت حسین آزاد

مالک .... یونس ضمیر

نگران احمد اللہ خا احمد اللہ خاں صاحب

فی شمارہ قیمت

زرتعاون سالانہ

مسرت حسین آزاد پرنٹر پبلشر
نے ناظم پریس میں چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ستارہ بنگلہ آزاد خاں

رامپور سے شائع کیا

فہرست مضامین

		صفحہ
نعت پاک۔	رام بہادر جدیا	۲
اداریہ	مسرت حسین آزاد	۳
حضرت ابوبکر صدیق	؍؍ ؍؍ ؍؍	۵
ارشادات رسول	ادارہ	۸
مولوی المفتی السید محبوب	ندراالحسن قادری	۹
صوفی شاہ عنایت	محمد ثناء کرستا رسی	۱۲
بنام کتاب آئینہ عملیات	بشیہ الحسن	۱۶
آیات قرآنی کے اثرات۔	ادارہ	۱۸
ہندسوں کا زائچہ۔	یونس ضمیر	۱۹
امدادی لکیریں	یونس ضمیر	۲۱
نفس کیا ہے۔	مولانا شفق صاحب مرحوم	۲۲
ماہ جون میں آپ کے حالات۔	ادارہ	۲۵
ڈائجسٹ	آزاد قاسمی	۲۸
لوح تسخیر۔	ادارہ	۳۲

نعت پاک

رام بہادر جوؔیا
(مرحوم)

[illegible] حسن کا ہوتا نہ کیوں جلوہ محمدؐ کا
چراغ نور تھا ہر ایک نقشِ پا محمدؐ کا

کبھی پرتو محمدؐ کا کبھی جلوہ محمدؐ کا
یہ آنکھیں ہیں مِری یا کوئی آئینہ محمدؐ کا

اتاروں کس طرح میں عکس نقشِ پا محمدؐ کا
ان آنکھوں نے کہیں دیکھا بھی ہے سایہ محمدؐ کا

بچھا دیں نور کے تڑکے نے آنکھیں صحن دنیا میں
ستارہ گنبدِ گردوں پہ جب چمکا محمدؐ کا

رہے رنگِ سخن! جس میں ہے شوخی نعت احمد کی
خوشا بزم تخیل! جس میں ہے جلوہ محمدؐ کا

وہی ہے حمد میں جو میم ہے نام محمد میں
صفت موصوف ہے واللہ کیا کہنا محمدؐ کا

بس مردن تمنا دل میں اس کی رحمت کی
دم آخر زباں پر نام ہو کس کا محمدؐ کا!

سمجھ کر سوچ کر اہل ستم مجھ پر ستم ڈھائیں
مرا عنوان درد دل ہے نعرہ یا محمدؐ کا

فضائے کوسا ماں لرزہ براندام یوں کب تھی
سر منبر یہ کس نے پڑھ دیا خطبہ محمدؐ کا

اڑائی خاک بھی تو کوچہ و بازار طیبہ کی
بکار خویش ہے ہشیار دیوانہ محمدؐ کا

تمہیں اے عاصیو! اندیشۂ روز جزا کیوں ہے
خدا کے سامنے دامن پکڑ لینا محمدؐ کا

سہارا کون سا میرا ہے دنیا اور عقبیٰ میں
یہی تو دو سہارے ہیں خدا کا یا محمدؐ کا

ردیف شعر اٹھا اٹھ کر نہ کیوں چومے زباں میری
لیا ہے نام میں نے بارہا جوؔیا محمدؐ کا

اداریہ

مسرت حسین آزاد

غلطیاں ہو بھی جاتی ہیں اور کی بھی جاتی ہے لیکن غلطیوں کا ہونا اتنا خطرناک نہیں جتنا غلطیوں کا جان بوجھ کر کرنا ہوتا ہے۔ قوموں کی تاریخ میں دونوں طرح کی مثالیں پائی جاتی ہیں ایک م۔ بڑے انداز کی غلطیوں کو سراسر ظلم اور بدنیتی پر مبنی کہا جاتا ہے۔ قوم کے سنجیدہ لوگوں کو اکثر ایسے موقعوں پر اکثر ظلم کا شکار ہونا پڑتا ہے لیکن ان کا ایثار قربانی کا یہ جذبہ کبھی بھی کچھ نہ کچھ رنگ لاکر ضرور رہتا ہے۔ ضمیر کی آواز کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ لیکن یہ اکثر دبائی گئی ہے اور اس کے برے نتائج قوموں کو بھگتنا پڑے ہیں اس کو زندہ رکھنے کا ایک ذریعہ مذہب کے علاوہ تعلیم کو بھی سمجھا جاتا ہے اور مثالیں دے کر یہ بات ثابت کی جاتی ہے کہ تعلیم انسان میں حق گوئی و بے باکی کے جوہر پیدا کرتی ہے۔ لیکن اس دور میں یہ دیکھا جا رہا ہے کہ تعلیم جس قدر عام ہوتی جا رہی ہے یونیورسٹیاں جس تیزی سے بڑھتی جا رہی ہیں نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ اسی تیزی سے بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تعلیم کے جوہر مفقود ہوتے جا رہے اور پڑھا لکھا طبقہ قطعاً یہ سوچنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ اس کے حق میں کیا مفید ہے اور کیا مضر ہے۔

اس قسم کے حالات سے جب کوئی سماج دوچار ہوتا ہے تو دیکھا یہ گیا ہے کہ کچھ نیک صالح لوگ سامنے آتے ہیں جن کے ضمیر زندہ ہوتے ہیں اور ان میں کچھ کر جانے کی لگن ہوتی ہے اس کشمکش میں وہ غالب بھی آتے ہیں اور کبھی انہیں مغلوب بھی ہونا پڑتا ہے لیکن وہ سود و زیاں کے تصور سے وہ بہت دور ہوتے ہیں دانشوروں اور مذہبی رہنماؤں پر بگڑے ہوئے سماج کی اصلاح کی ذمہ داری بہت کچھ عائد ہوتی ہے۔ لیکن ان کی بے عملی ان کے جذبات کو سرد کر دیتی ہے ان میں مقابلہ کی جرأت نہیں رہتی اور پھر آرام و آسائش کے کچھ ایسے سامان بھی مہیا ہو جاتے ہیں کہ جو چنگاری کو بالکل راکھ ہی کر کے چھوڑتے ہیں لیکن برا وقت آنے پر اسی طبقہ کو یاد کیا جاتا ہے پکارا جاتا ہے، جھنجھوڑا جاتا ہے۔ کچھ اٹھ کر ساتھ چل دیتے ہیں۔ اور کچھ آرام سے سوئے رہتے ہیں۔ جو حرکت میں آتے ہیں ان کی

دبی ہوئی صلاحیتیں ابھرتی ہیں بلکہ ان میں حرکت ہوتی ہے جو آرام پسند ہوتے ہیں وہ آرام ہی کرتے رہتے ہیں لیکن تاریخ کے صفحات میں ایسے لوگوں کے واسطے کوئی گنجائش نہیں۔

فطرت کے کچھ اصول ہیں جو وقت کے تقاضوں کو پیدا کرتے ہیں۔ جب کسی معاشرے کے حالات بگڑتے ہیں تب یہ ان کی اصلاح کے لئے مصلح پیدا ہوتے ہیں اور اصلاحی تحریکیں اپنا کام کرتی ہیں۔ وہ ملک یا قوم بہت ہی خوش قسمت ہے کہ جس میں بروقت کچھ لوگ پیدا ہو کر ماحول کو زیادہ بگڑنے نہیں دیتے۔ آج دنیا میں جو قومیں یا ممالک صفِ اول پر نظر آتے ہیں وہ کچھ ایسی ہی خوبیوں سے مالا مال ہیں

ہمارے ملک میں ہر دور میں بڑے بڑے جہاندیدہ اور فیاض پیدا ہوئے ہیں اچھے اور بڑے مقصد کی خاطر جانی مالی قربانی دینے والوں کی کمی نہ تھی کچھ زمانہ قبل ملک غلام تھا تو آزادی کی جد و جہد کے دوران کیسے کیسے جانباز و جاں نثار محبِ وطن پیدا ہو گئے تھے کہ جو ملک کی آزادی کی خاطر سب کچھ کر گزرے کتنے ہی ایسے تھے کہ جن میں وطن پرستی کے جذبے کے ساتھ حق پرستی کا جوہر بھی تھا لیکن اب ایسی ہستیاں موجود نہیں ہیں جبکہ انسانیت سخت خطرہ میں ہے اور تاریخ اپنے دھارے کو بدلنے کے قریب ہے

مسلمان اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت ہے۔ اسلام کے زیر سایہ پروان چڑھنے سے اس کا ایک الگ مزاج ہے جو نہ کبھی بدلا ہے نہ بدلے گا۔ جب بدلا ہے تو پھر وہ مسلمان نہیں رہا۔ اکثریت کو اور حکومت کو سوچنا چاہئے کہ وہ مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے ان کا دور دور تک کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے جو کچھ ہو رہا ہے وہ بے مقصد ہے

مسلمانوں کے ملکے چوڑے مطالبہ نہیں ہیں زیادہ سے زیادہ ہو سکتے ہیں تو وہ اس قدر ہو سکتے ہیں کہ ان کے بچوں کو مذہبی تعلیم کی اور ان کی زبان کی پوری پوری آزادی ہو۔ حکومت جملہ مذاہب سے لاتعلقی ظاہر کرے یا سب کو برابر سے گلے لگائے مسلم پرسنل لاء کا مسئلہ ہے اس کا بنیادی حصہ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے اس لئے اس میں تبدیلی کو مداخلت فی الدین سمجھا جاتا ہے اور جو کچھ تمدنی مسائل ہر دور میں اجتہادی رہے ہیں ان پر غور و فکر کا حق صرف علماء کرام کو ہو سکتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام سے مسلمانوں کا ایمانی تعلق ہے اس لئے آنحضرت پر کوئی اعتراض براہ راست مذہب اسلام پر اعتراض ہوگا اور یہ وہ بات ہے کہ جسے کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ قرآن اور مساجد کا مسئلہ بھی بنیادی مسئلہ ہے اسے نظر انداز کر کے کوئی مسلمان اپنے مذہب پر قائم نہیں رہ سکتا۔

مسرت حسین آزاد

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

نام عبداللہ کنیت ابوبکر اور صدیق لقب تھا قحافہ آپ کے والد تھے۔ قریش کی شاخ بنی تیم سے تعلق تھا چھٹی پشت میں آپ کا آنحضرت سے خاندانی سلسلہ مل جاتا ہے۔ آپ کا شغل اسلام سے قبل تجارت تھا اور اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی خلیفہ بننے تک تجارت ہی رہا۔ اپنی عادت وخصلت کی وجہ سے آپ اہل مکہ کی نظر میں محترم تھے۔ آنحضرت اور آپ کی عمر میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے بچپن اور جوانی آنحضرت اور آپ کا ایک ساتھ گذرا تھا اس لئے دین حق کے اعلان کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو آنحضرت کی آواز پر لبیک کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہوئی۔ کئی لحاظ سے آپ آنحضرتؐ کے بہت زیادہ قریب تھے آپ کی ایثار و قربانی کا رسول خدا نے اکثر خطبوں میں ذکر فرمایا ہے دور رسالت کے آخری ایام میں جب آنحضرت کمزوری کی وجہ سے مسجد تک نہ جاسکتے تھے تو نماز پڑھانے کے واسطے آپ ہی کو حکم دیا تھا۔

آنحضرتؐ کی وفات کے فوراً صحابہ کرام کی جماعت میں جو ایک قسم کی مایوسی چھا گئی تھی اس کو آپ ہی نے خطبے کے ذریعہ ختم کیا اور صاف صاف فرمایا تم اگر رسول اللہ کی عبادت کرتے تھے تو وہ اب بے شک وصال کر گئے لیکن اگر اللہ کی عبادت کرتے تھے تو وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین سے بھی فراغت نہ ملی تھی کہ خلافت کے مسئلہ پر خفیہ تبادلہ خیال شروع ہوگیا۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں انصاریوں نے خلافت کو اپنا حق سمجھ کر بات چیت شروع کر دی تھی اور سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکر کے علم میں یہ بات آئی اور آپ حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھ وہاں موقع پر پہونچ گئے آپ نے انصاریوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان پر یہ بات ظاہر کر دی کہ عرب قبائل قریش کے علاوہ کسی کو خلیفہ تسلیم نہ کر سکیں گے آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ عمرؓ اور طلحہؓ موجود ہیں ان میں سے جن کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ لیکن حضرت عمرؓ نے بروقت فیصلہ کر کے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد بیعت کے واسطے جملہ حاضرین لوٹ پڑے۔ دوسرے دن مسجد نبوی میں عام بیعت

ہوئی اس طرح آپ ربیع الاول ۱۲ھ میں باقاعدہ خلیفہ تسلیم کر لئے گئے۔ اس موقع پر آپ نے جو تقریر فرمائی تھی اس میں خاص خاص اور بنیادی باتیں یہ تھیں کہ غلط چلوں تو ٹھیک کر دو اور اطاعت سے انکار کر دو جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھو ورنہ بدکاری پھیل جائے گی۔

حضرت علی نے حضرت فاطمہؓ کے وصال کے بعد یعنی چھ ماہ بعد بیعت کی یہ بڑا نازک مسئلہ تھا۔ اکثر مورخین نے یکساں باتیں لکھی ہیں اور اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ خود کو خلافت کا مستحق جانتے تھے چونکہ خلافت کا انتخاب ان کی عدم موجودگی میں اس وقت ہوا کہ جب وہ آنحضرت کی میت کی تیاری میں مصروف تھے اس لئے بھی قصداً نظر انداز کئے جانے کی بات ذہن میں آسکتی ہے اور یقیناً کوئی ایسی ہی بات ہوگی ورنہ یوں چھ ماہ تک بیعت جیسے اہم اور بنیادی مسئلہ کو نظر انداز کرنے کی بات سمجھ میں نہیں آتی اور اگر اس سلسلہ میں کچھ غلط فہمیوں کو تسلیم کر لیا جائے تب بھی صلح و صفائی کے واسطے چھ ماہ کا عرصہ بہت طویل تھا

حضرت ابوبکرؓ خلافت حاصل کر کے بے فکر اور سکون سے نہیں ہو گئے بلکہ طرح طرح کے مسائل نے انہیں آگھیرا یہ کم تشویش کی بات نہیں تھی کہ حضرت علیؓ جیسی اہم شخصیت خلیفہ سے الگ تھلگ تھی فتنہ ارتداد جو قبائل کی طرف سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اسلامی حکومت کے لئے ایک بڑا چیلنج تھا۔ بہت سے اسلام سے پھر گئے بہت سوں نے زکوٰۃ دینا بند کر دی۔ بہت سے رسول بن گئے تھے گویا ایک بڑی سازش کے تحت اسلامی نظام اور حکومت کو درہم برہم کر دینے کے واسطے سارے سامان فراہم ہو گئے تھے۔ خلیفہ اول کے واسطے یہ پہلا امتحان تھا جس میں وہ اپنے تدبر اور برمحل قوت فیصلہ کی وجہ سے کامیاب و کامران ہوئے۔ آپ نے اس فتنہ کو طاقت سے دبا دیا

آنحضرت نے اپنے آخری دور میں اسامہ بن زید کی سرپرستی میں ایک لشکر موتہ بدلا لینے کی غرض سے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا جو آپ کی وفات کی خبر سن کر واپس آگیا تھا بعض صحابہ اس لشکر کشی کو موقع کے لحاظ سے غیر ضروری سمجھ رہے تھے لیکن حضرت ابوبکر نے ایک کی نہیں سنی کیونکہ آپ کے سامنے آنحضرت کا فرمان تھا۔ اس لئے لشکر گیا اور کامیاب ہو کر واپس آگیا۔

اس طرح خلیفہ اول نے اسلامی حکومت کو انتشار سے بچا کر استحکام بخشا جزیرۃ العرب ایک مدت سے ایرانی حکومت اور رومی حکومت سے گھرا ہوا تھا یہ دونوں حکومتیں اپنی وسعت اور طاقت و دولت میں دنیا بھر میں شہرت رکھتی تھیں عرب کے اکثر حصے ان کے اثر میں رہتے تھے لیکن عربوں نے کبھی

بھی زیادہ عرصہ تک ان حکومتوں کا غلام رہنا پسند نہیں کیا۔

خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جہاد کو جاری رکھا۔ عراق و شام جیسی بڑی طاقتوں سے اسلامی فوجیں جہاد میں مصروف رہیں اور فتوحات کی رفتار بہت تیز تھی۔ خالد بن ولید اور دوسرے جرنلوں کی سرپرستی میں مورکے سر ہو رہے تھے ان دونوں حکومتوں کے بڑے حصے اسلام کے اثر میں آ گئے تھے اور دمشق کا محاصرہ کہ خلیفہ اول چند دن بخار میں مبتلا رہ کر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز دوشنبہ بعمر ۶۳ سال۔ دو سال تین ماہ دس دن کی خلافت کے بعد انتقال فرما گئے وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو آنحضرت کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اولادوں میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن دو لڑکے تھے اسماء اور عائشہ دو لڑکیاں تھیں ایک لڑکی وصال کے بعد بھی پیدا ہوئی تھی۔

خلافت جیسے اہم معاملہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی زندگی ہی میں طے کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں آپ کی نظر انتخاب حضرت عمرؓ پر گئی۔ حضرت عثمانؓ سے وصیت نامہ تیار کرایا چند صحابہ کرام جو حضرت عمر کی سختی سے خوفزدہ تھے آپ نے انہیں مطمئن کیا اس طرح آپ کے بعد حضرت عمرؓ دوسرے خلیفہ ہوئے اور ساتھ ہی انتخاب کا یہ دوسرا طریقہ بھی سامنے آیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے مختصر سے زمانہ خلافت میں کافی تجربے اور بنیادی کام کئے اسلامی حکومت کو انتظام کے نقطۂ نظر سے مدینہ، مکہ، طائف۔ صنعا، نجران، حضرت موت بحرین۔ اور دومۃ الجندل صوبوں میں تقسیم کیا آنحضرت کے زمانہ کے عہدہ داروں کو اپنی اپنی جگہ برقرار رکھا مختلف مدوں میں ہونے والی آمدنی کو فوراً تقسیم فرما دیا کرتے تھے آخر زمانہ میں بیت المال کے واسطے جو عمارت تعمیر کرائی تھی وہ خالی ہی رہتی تھی۔

آپ نے فوجوں کو قبائل کی مناسبت سے فوجوں حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور فوجیں جب جہاد پر روانہ ہوتی۔ آپ فرماتے کہ ہر جگہ اللہ والے اور عبادت گذار بندے ملیں گے انہیں پریشان نہ کرنا۔ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا۔ آبادیوں کو ویران نہ کرنا۔ نخلستانوں کو نہ جلانا۔ بکریوں اور اونٹوں کو ضرورت سے زیادہ ذبح نہ کرنا۔ مال غنیمت میں غبن نہ کرنا۔ اور جہاد کے وقت بزدلی کا مظاہرہ نہ کرنا۔

آپ بے پناہ خصوصیت کے مالک تھے کلام اللہ اور احادیث نبوی کے مطالعے سے آپ کی شخصیت کے جوہر سامنے آتے ہیں آپ کا تدبر مثالی تھا۔ بے حد نرم

ارشاداتِ رسولؐ

سلیمان ندیم

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل پسند ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کا کہ وقت پہ ادا کرنا۔ پھر اس نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک میں نے کہا عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند کیا آپ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔

٥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے نبیؐ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں؟ اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں اس نے پھر عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ تیسری بار پھر اس نے عرض کیا پھر آپ نے فرمایا تمہارے والد

٥ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ سے ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کا طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں دونوں حیات ہیں تو کیا تم اللہ تعالیٰ سے اجر کے طالب ہو؟ اس نے کہا ہاں میں اجر کا طالب ہوں آپ نے عرض کیا کہ اپنے والدین کے پاس جاؤ اس نے حسن سلوک کرو

اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا منع ہے

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے جس کو کھانا ہو تو صرف اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا حجر اسود چوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ نقصان اگر میں رسول اللہ کو چومتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ چومتا۔

> قسمت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
> دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے